سلسلہ مطبوعات مجلس
۲۸۷

سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں کے آئینے میں

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ناشر
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

بار چہارم

۱۴۳۵ھ - ۲۰۱۴ء

نام کتاب	:	سیرت محمدیؐ دعاؤں کے آئینے میں
نام مصنف	:	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
صفحات	:	۴۸
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	حشمت علی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
طباعت	:	نیو ورک لائن پریس، لکھنؤ
قیمت	:	

Academy of Islamic Research & Publications
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ
PRICE
45/-

باہتمام

محمد کلام الدین ندوی

ناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ باکس نمبر ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، لکھنؤ

فون: 0522-2741539، ای میل: airpnadwa@gmail.com

فہرست عناوین

پیش لفظ	۲
دعا	۸
کمالات نبوی کے دو شعبے	۸
دعا اور دعوت	۸
دورِ جاہلیت میں عبد و معبود کے رشتہ کا اضمحلال	۹
صفات کی نفی کا اثر نفسِ انسانی پر	۱۰
مشرکانہ عقائد خدا سے دعا کرنے سے مانع	۱۱
یونانی فلسفہ اور مشرکانہ جاہلیت کا اثر	۱۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر احسان	۱۲
دعا سے محرومی کا ایک سبب	۱۳
حقیقی نافع و ضار	۱۳
دعا کی رفعتِ شان	۱۵
ادعیہ ماثورہ مستقل دلائلِ نبوت	۱۶
دعاؤں کی ادبی قدر و قیمت	۱۷

سیپارۂ دل	۱۸
طائف کی دعا	۱۹
عرفات کی دعا	۲۰
بندگی و بیچارگی کا اظہار	۲۳
انسانی ضروریات کی جامع نمائندگی	۲۴
غیر فانی عیش اور غیر مختتم مسرت	۲۶
دعاؤں میں اخلاقی حقیقتیں اور نفسیاتی نکتے	۲۷
چند اخلاقی باریکیاں	۲۹
دلوں کی ترجمانی	۳۱
کبر سنی میں فراخ روزی	۳۲
عمر کے آخری حصہ کی بہتری و کامیابی	۳۳
غیر متوقع نعمت کی دعا اور ناگہاں مصیبت سے پناہ	۳۴
راحت کے بعد کلفت سے پناہ	۳۴
ناکارہ عمر سے پناہ	۳۵
نفسِ حریص اور علم غیر نافع سے پناہ	۳۵
زندگی کی بنیادی ضرورتیں	۳۶
مسافر کی ضروریات و احساسات کی ترجمانی	۳۷

نئے دن اور نئی رات کی دعائیں	۳۹
شرِ نفس سے پناہ	۴۱
خشیت الٰہی اور یقین کی دعا	۴۳
شرور و معاصی کا سرچشمہ اور اس سے پناہ	۴۳
محبت الٰہی اصل علاج ہے	۴۴
محبت الٰہی کی دعائیں	۴۵
اعانت و عنایات الٰہی کی دعا	۴۷
قلب سلیم کی شہادت	۴۷

پیش لفظ

الحمد للّٰہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

پیش نظر مضمون دراصل ایک مقالہ ہے جو ''فاران'' کراچی کے سیرت نمبر کے لیے لکھا گیا تھا اور جنوری ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں اور مناجاتوں کے ان پہلوؤں کو واضح اور نمایاں کیا گیا ہے اور ان کی ان حکمتوں اور اعجازی خصوصیات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جن سے سیرت نبوی کا ایک اہم باب اور اس کی عظمت ایک نئے اسلوب سے سامنے آتی ہے اور ایک مسلمان کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک سلیم الطبع اور غیر متعصب انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ذوق صحیح اور قلب سلیم عطا فرمایا ہے وہ ان دعاؤں کو دلائلِ نبوت میں سے

ایک اہم اور موثر دلیل سمجھتے ہیں۔

خفیف سی ترمیم اور عنوانات کے ساتھ افادۂ عام کے لیے یہ مضمون کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس سے سب کو نفع پہنچائے۔

ابوالحسن علی

دارالعلوم ندوۃ العلماء
لکھنؤ

۴؍ربیع الاول
۱۳۷۹ھ

یقین کی کہ وہ معبود اپنی ہر مخلوق سے دنیا کی ہر چیز سے یہاں تک کہ اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ وہ ہر ایک کی سنتا ہے اور ہر ایک کی ہر حال میں مدد کرسکتا ہے۔

صفات کی نفی کا اثر نفسِ انسانی پر

جاہلیت کی تاریخ پر نظر ڈالیے۔ ان میں سے ہر یقین کتنا نایاب اور مضمحل ہو چکا تھا اور ان حقائق میں سے ہر حقیقت کے بارے میں کتنے شبہات وحجابات اور کتنے توہمات اور مغالطے پیدا ہو چکے تھے۔ یونانی فلسفہ کو "واجب الوجود" یا "مبدأ اوّل" کی صفات سے جتنا گریز وانکار اور صفات کی نفی اور مجرد و بلا صفت ذات کے اثبات پر جتنا اصرار تھا اس کے بعد اس کے حلقۂ اثر میں دعا والتجا کا کیا امکان باقی رہ جاتا تھا! جس ذات کے متعلق کسی صفت کا علم نہیں، بلکہ اس سے ہر صفتِ کمال کی نفی کی جارہی ہے۔ اس سے سوال کرنے، مدد چاہنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ جس کو کارخانہ قدرت میں کوئی دخل نہیں، جو "عقل اوّل" کو پیدا کر کے "معطّل" ہو گیا۔ جس "واحد" سے ایک ہی "واحد" کا صدور ہو سکتا ہے (۱)۔ اور وہ ہو چکا اس سے ہر دم اور ہر آن نئے نئے افعال واحکام کے صدور کی توقع کب حق بجانب ہو سکتی ہے۔

---

(۱) یہ قدیم یونانی فلسفہ کے عقائد و مسلمات ہیں۔

مشرکانہ عقائد خدا سے دعا کرنے سے مانع

اس کے مقابلہ میں مشرکانہ جاہلیت اور ''وثنیت'' نے صفات الٰہیہ میں سے تقریباً ہر صفت کو کسی نہ کسی مخلوق کی طرف منسوب کر رکھا تھا، کوئی احیاء پر قادر تھا، کسی کے ہاتھ میں رزق تھا، کسی کا علم محیط اور ہمہ گیر تھا اور ہر ''غیب'' اس کے لیے ''شہود'' تھا، کسی کے لیے زمان ومکان کے حجابات اٹھ چکے تھے اور وہ اپنے پرستاروں کی ہر جگہ اور بیک وقت سب کی مدد کرسکتا تھا اور ہر جگہ پہنچ سکتا تھا وقس علیٰ ہذا۔

ایسی حالت میں ''الٰہ واحد'' کی طرف رجوع کرنے اور اس کے سامنے دست سوال دراز کرنے کا کیا امکان تھا۔ خصوصاً جب کہ وہ نظر سے اوجھل ہو اور مقامی آلہہ نظر کے سامنے اور دسترس کے اندر ہوں، اسی کے ساتھ اس کو بھی ذہن میں رکھئے کہ جاہلیت کے اس دور میں صفات وافعالِ الٰہیہ کا ذکر وتذکرہ بھی مفقود اور ان کا علم صحیح تقریباً معدوم ہو چکا تھا اور ''الٰہہ کثیرہ'' کی کارفرمائیوں اور کارسازیوں کی داستانوں سے مجلسیں معمور اور قلب ودماغ مسحور تھے۔ ایسی حالت میں وہ ''ذہنی کیفیت'' بالکل قدرتی اور طبعی تھی جس کا قرآن مجید نے نقشہ کھینچا ہے کہ:

﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ (الزمر: ٤٥)

اور جب کہ ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔

یونانی فلسفہ اور مشرکانہ جاہلیت کا اثر

بہرحال یونانی فلسفہ نے (اس مسلک کی بنا پر جو اس نے صفات کے بارے میں اختیار کیا تھا) دعاء والتجا کا دروازہ ہی بند کر دیا تھا، اور مشرکانہ جاہلیت نے (صفات الٰہیہ کو مخلوقات کی طرف منسوب کرکے) دعاء والتجاء کا رخ خدا سے موڑ کر بندوں کی طرف تبدیل کر دیا تھا۔ دونوں کا مجموعی نتیجہ یہ تھا کہ براہ راست خدا سے طلب وسوال اور دعاء والتجا کا رواج ہی تقریباً ختم ہو گیا تھا۔ زمانۂ بعثت میں پورے پورے ملک اور وسیع علاقوں میں ایسے چند آدمی بھی ملنا مشکل تھے جن کو خدا سے دعاء کرنے کی عادت اور اس کا سلیقہ ہو اور جو اس سے تسکین حاصل کرتے ہوں، اور اسی کی دعوت دیتے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر احسان

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ارواحنا ونفوسنا فداہ) نے محروم ومحجوب انسانیت کو دوبارہ دعاء کی دولت عطا فرمائی اور بندوں کو خدا سے ہمکلام کر دیا۔ اور دعاء کی کیا دولت عطا فرمائی، بندگی کی بلکہ زندگی کی لذت اور عزت عطا فرمائی۔ اس مطرود انسانیت کو پھر اذنِ باریابی ملا اور آدم کا بھاگا ہوا فرزند پھر

اپنے خالق ومالک کے آستانے کی طرف یہ کہتا ہوا واپس ہوا۔

بندہ آمد بدرت بگریختہ
آبروئے خود بہ عصیاں ریختہ

دعا سے محرومی کا ایک سبب

دعاء سے محرومی کا ایک بڑا سبب جاہلیت کا یہ غلط تخیل تھا کہ خدا ہم سے بہت دور ہے۔ ہماری آواز وہاں کہاں پہنچ سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان فرمایا اور یہ مژدہ سنایا کہ:۔

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرہ:۱۸۶)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔

حقیقی نافع وضار

دوسرا غلط عقیدہ یہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی اور بھی نافع وضرر کا مالک اور انسانوں کی امداد واعانت پر قادر ہے۔ اس عقیدہ نے دعاء واستعانت کو ''حقیقی نافع وضار'' سے ہٹا کر خیالی معاونوں اور دادرسوں کی طرف متوجہ کر دیا تھا اور عالم کا عالم شرک وبت پرستی کا شکار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے پوری قوت اور وضاحت کے ساتھ اس فرمان کا اعلان کیا، جس میں آپ ہی کو خطاب تھا:۔

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا، وَّلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ، فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ. وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (یونس: ۱۰۴-۱۰۷)

کہہ دو، اے لوگو! اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو، میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں، جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایمان والوں میں رہوں اور یہ بھی کہ یکسو ہو کر دین کی طرف رُخ کیے رہوں اور مشرکین میں نہ ہوں۔ اور اللہ کے سوا کسی چیز کو نہ پکاروں جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچاتا ہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں اپنے

بندوں میں جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

دعا کی رفعت شان

پھر آپؐ نے صرف اسی کو واضح نہیں کیا کہ بندہ اپنے مالک سے دعاء کر سکتا ہے اور وہ اس کی سنتا ہے۔ اور اس کی مدد کر سکتا ہے۔ بلکہ آپ نے ثابت کیا کہ خدا کو دعاء مطلوب ہے اور وہ اس سے خوش اور راضی ہوتا ہے، بلکہ دعاء نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ دعاء بندگی کا نہایت واضح اور موثر مظاہرہ ہے اور عدم دعا بندگی سے گریز واستکبار وسرکشی کی علامت ہے۔ آپ کے اس اعلان نے دعا کا پایہ کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور اس کو بندگی کے فعل اضطراری کے درجہ سے اعلیٰ عبادت اور قرب کے مقام تک پہنچا دیا۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (المؤمن: ٦٠)

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاء نہ کرنا محض محرومی کا باعث نہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہے حدیث کے الفاظ ہیں:

مَن لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

پھر آپؐ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دعاء کو مغز عبادت قرار دیا الدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ دعا کو رحمت و برکت کے دروازے کی کلید قرار دیا گیا اور فرمایا گیا۔

مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ

جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے۔

اس طرح دعا کا شعبہ جس کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں رہی تھی۔ عبادات اور معابد بھی اس کے نور سے خالی ہو چکے تھے اور جاہلیت کے سالک و مرتاض اور عبّاد و زہّاد بھی اس دولت سے محروم تھے۔ دوبارہ زندہ اور تازہ ہوا اور یہ دولت اتنی عام ہوئی کہ:

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی

ادعیہ ماثورہ مستقل دلائل نبوت

نبوت محمدی کی تجدید اور اس کا عملِ تکمیل اسی پر ختم نہیں ہوتا۔ آپ نے ہمیں دعا کرنا بھی سکھایا، آپؐ نے انسانیت کے خزانے کو اور دنیا کے ادب کو دعاؤں کے ان جواہرات سے مالا مال کیا جن کی نظیر اپنی آبداری و درخشانی میں صحف سماوی کے بعد مل نہیں سکتی۔ آپ نے اپنے مالک سے ان الفاظ میں

دعاء کی جن سے زیادہ موثر اور بلیغ الفاظ، جن سے زیادہ موزوں ومناسب الفاظ انسان نہیں لاسکتا۔ یہ دعائیں مستقل معجزات اور دلائل نبوت ہیں۔(۱) ان کے الفاظ شہادت دیتے ہیں کہ وہ ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکلے ہیں۔ ان میں نبوت کا نور ہے پیغمبر کا یقین ہے "عبدکامل" کا نیاز ہے۔ محبوب رب العالمین کا اعتماد وناز ہے۔ فطرت نبوّت کی معصومیت وسادگی ہے۔ دلِ دردمند وقلبِ مضطر کی بے تکلفی وبے ساختگی ہے، صاحب غرض وحاجت مند کا اصرار واضطرار بھی ہے اور بارگاہِ الوہیت کے ادب شناس کی احتیاط بھی۔ دل کی جراحت اور درد کی کسک بھی ہے اور چارہ ساز کی چارہ سازی اور دل نوازی کا یقین وسرور بھی، درد کا اظہار بھی ہے اور اس حقیقت کا اعلان بھی کہ ع

دردہا وادی وور ماتی ہنوز

دعاؤں کی ادبی قدر وقیمت

یہ دعائیں اپنی روحانی ومعنوی قدر وقیمت کے علاوہ اعلیٰ ادبی قدر وقیمت کی حامل ہیں اور دنیا کے ادبی ذخیرے کے وہ نوادر اور شہ پارے ہیں جن کی نظیر انسانی لٹریچر میں نہیں مل سکتی۔ بہت سے ناقدین ادب نے نجی خطوط کو اس وجہ سے ادب میں اعلیٰ مقام دیا ہے کہ وہ بیساختہ اور تکلفات سے دور

---

(۱) یہ غرض اور حاجت اگر اپنے مالک اور آقا سے ہو تو اس میں مقام نبوت کے لیے کوئی سوءِ ادب نہیں بلکہ فخر ومباہات ہے۔

ہوتے ہیں اوران میں دلی جذبات کی بے تکلف ترجمانی ہوتی ہے، لیکن ان کومعلوم نہیں کہ ع

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہے

ادب کی ایک صنف اور بھی ہے، جس میں خطوط سے زیادہ بے تکلفی اور بے ساختگی پائی جاتی ہے جس میں سارے حجابات اور اصطلاحات اٹھ جاتے ہیں جس میں صاحب کلام اپنا دل کھول کر رکھ دیتا ہے اور اس کی زبان اس کے دل کی حقیقی ترجمان بن جاتی ہے۔ جب متکلم داد و تحسین سے بے پروا ہوتا ہے سامعین کی خاطر بات نہیں کرتا بلکہ اپنے دل کے تقاضے سے گویا ہوتا ہے ادب عالی کی یہ صنف ''دعاء ومناجات'' ہے۔

سیپارۂ دل

ادب کا ایک اہم عنصر (جس کو اکثر ناقدین فن نے نظر انداز کیا ہے۔ اور جو ادب میں حقیقی روح اور طاقت پیدا کرتا ہے اور اس کو بقائے دوام بخشتا ہے) صداقت اور خلوص ہے۔ اس عنصر کی جیسی نمود ''دعاومناجات'' میں پائی جاتی ہے ادب کی کسی اور صنف میں نہیں پائی جاسکتی۔ پھر جب صاحب دعاء صاحبِ درد بھی ہو اور اس کو اپنے دردِ دل کے اظہار پر اعلیٰ درجہ کی قدرت بھی ہو تو پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ ادب کا معجزہ بن جاتے ہیں۔ اور وہ الفاظ نہیں ہوتے بلکہ دل کے ٹکڑے اور آنکھ کے آنسو ہوتے ہیں اور وہ صدیوں تک ہزاروں انسانوں کو تڑپاتے

رہتے ہیں پھر جب ان مطالب کوادا کرنے والی زبان وہ ہو جووحی کی گزرگاہ اورفصاحت وبلاغت کی بادشاہ ہو،تو پھران کی تاثیرواعجاز کا کوئی ٹھکانانہیں۔

طائف کی دعا

حدیث وسیرت کے دفتر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جودعائیں منقول ہیں ان پرنظرڈالئے کیا کوئی بڑے سے بڑاادیب اپنی بے بسی وکمزوری کا نقشہ کھینچنے کے لیے اپنا فقرواحتیاج بیان کرنے کے لیے اوردریائے رحمت کوجوش میں لانے کے لیےاس سےزیادہ مؤثراس سےزیادہ دل آویزاوراس سےزیادہ جامع الفاظ لاسکتا ہے۔ایک بارسفرِ طائف کا نقشہ سامنے لائیے اور مسافرِ طائف کے شکستہ دل اورخون آلود پاؤں پرنظر ڈالئے، پھر غربت ومظلومیت کی اس فضامیں ان الفاظ کو پڑھیئے:

”اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ رَبَّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ اِلٰی مَنْ تَكِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَوْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ بِكَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَكَ هِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ مِنْ اَنْ یَحِلَّ بِیْ غَضَبُكَ اَوْیَنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِكَ“(کنزالعمال)

الٰہی اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں میں تحقیر کے بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، درماندہ اور عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے، مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے کیا بیگانہ ترش رو کے، یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے، اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے اس کی پروا نہیں۔ لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے نور سے پناہ چاہتا ہوں جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و دین کے کام اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری رضامندی مجھ پر وارد ہو۔ مجھے تیری ہی رضامندی اور خوشنودی درکار ہے اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

کیا کبھی جب آپ کو ایسا وقت پیش آئے اور آپ کے دل کی کیفیت بھی یہی ہو تو آپ ان سے بہتر اور ان سے زیادہ موثر الفاظ لا سکتے ہیں۔ یا آپ کو دنیا کے ادبی ذخیرے میں اپنے دل کی ترجمانی کے لیے اس سے بہتر لفظ مل سکتے ہیں۔

عرفات کی دعا

اسی طرح میدانِ عرفات کا تصور کیجیے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کفن بردوش انسانوں کا مجمع ہے۔ لبیک کی صداؤں اور حجاج کی دعاؤں سے فضا گونج رہی ہے۔ خدا کی شان بے نیازی اور عظمت و جبروت کا نقشہ سامنے ہے

انسانوں کے اس جنگل میں ایک برہنہ احرام پوش ایسا بھی ہے (فداہ ابی وامی) جس کے کاندھوں پر ساری انسانیت کا بار ہے جو ہر دیکھنے والے سے زیادہ خدا کی عظمت وجلال کا مشاہدہ کر رہا ہے اور ہر جاننے والے سے زیادہ انسانوں کی درماندگی بے حقیقی اور بے بسی سے واقف ہے۔ اس پُرتاثیر اور پُرہیبت فضا میں اس کی آواز بلند ہوتی ہے اور سُننے والے سنتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ اَمْرِيْ، وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ، الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ، الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ، وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ، وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ لِّيْ رَؤُفًا رَّحِيْمًا، يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ" (۱)

اے اللہ تو میری بات سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے۔ تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ میں مصیبت زدہ ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں،

---

(۱) کنزل العمال عن ابن عباسؓ۔ اس مقالہ کی اکثر ادعیہ کا ترجمہ مناجات مقبول سے ماخوذ ہے جو مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے ترجمہ وشرح کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

پریشان ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں، جیسے بے کس سوال کرتے ہیں، تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے گناہگار ذلیل وخوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہوں، جیسے خوف زدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہے اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کیے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو۔ اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہو جا اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر، اور سب دینے والوں سے اچھے۔

کیا خدا کی کبریائی وعظمت اور اپنی ناتوانی وبے نوائی، فقر واحتیاج، عجز ومسکنت کے اظہار واقرار کے لیے اور رحمت خداوندی کو جوش میں لانے کے لیے ان سے زیادہ پُراثر، پُرخلوص اور دلنشیں الفاظ انسان کے کلام میں مل سکتے ہیں اور اپنے دل کی کیفیت اور عجز ومسکنت کا نقشہ اس سے بہتر کھینچا جا سکتا ہے؟ یہ الفاظ تو دریائے رحمت میں تلاطم پیدا کرنے کے لیے کافی ہیں، آج بھی ان کو ادا کرتے ہوئے دل اُمنڈ آتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور رحمتِ خداوندی صاف متوجہ معلوم ہوتی ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی ہزاروں رحمتیں کہ ایسی پُرکیف اور اثر آفریں دعا اُمت کو سکھا گئے اور "باب

رحمت'' پر اس طرح دستک دینا بتا گئے: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلىٰ عِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ"۔

بندگی و بے چارگی کا اظہار

سب جانتے ہیں کہ ایک قوی اور غنی ذات قادرِ مطلق، سلطان برحق، مالک الملک کو اپنی طرف کھینچنے، متوجہ کرنے اور اس کی رحمت کے لیے اپنی عجز و درماندگی اور اپنی بندگی و بیچارگی کے زیادہ سے زیادہ اور مؤثر سے مؤثر اظہار کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس اعتراف کی ہم خاندانی و نسلی غلام، مملوک ابن مملوک اور اس درِ دولت و آستانۂ شاہی کے قدیمی نمک خوار و پروردۂ نعمت ہیں۔ جان و مال ہر چیز کے آپ مالک ہیں، کوئی چیز آپ کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں، ایسی حالت میں آپ ہی رحم نہ فرمائیں گے اور آپ ہی خبر نہ لیں گے تو کون لے گا۔ دیکھئے کسی دعا کے لیے اس سے بہتر تمہید اور مقصد کی کشائش کے لیے اس سے بہتر کلید کیا ہو سکتی ہے؟

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اُمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاۤئُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَبَصَرِيْ وَجَلَاۤءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ" (۱)

---

(۱) طبرانی عن ابن مسعود

اے اللہ، میں بندہ ہوں تیرا اور بیٹا ہوں تیرے بندے کا اور بیٹا
ہوں تیری بندی کا، ہمہ تن تیرے قبضہ میں ہوں، نافذ ہے میرے
بارے میں تیرا حکم اور عین عدل ہے میرے باب میں تیرا فیصلہ میں
تجھے ہر اسم کے واسطے سے جس سے تو نے اپنی ذات کو موصوف کیا یا
اس کو اپنی ذات میں اتارا ہے یا اسے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا
ہے یا اپنے پاس اسے غیب ہی میں رہنے دیا ہے درخواست کرتا
ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار بنادے اور میری آنکھ کا
نور اور میرے غم کی کشائش اور میری تشویش کا دفعیہ۔

انسانی ضروریات کی جامع نمائندگی

انسان کی ضروریات بے انتہا ہیں، ان میں انتخاب نہایت مشکل۔ ان سب کا سمیٹنا ناممکن۔ ایسی حالت میں انسان اپنی کیا ضروریات بیان کرے، کیا نہ کرے۔ ہم اپنے ہی حال پر غور کریں کہ اگر عرضِ مدعا کا موقع آئے تو ہمیں کیسی پریشانی پیش آئے اور بعد میں کیسی کیسی حسرت ہو کہ ع

بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

لیکن دیکھئے پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی (بشرطیکہ وہ فطرت صحیحہ پر ہو) اور انسانی ضروریات کی کیسی جامع نمائندگی کی ہے:

"لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" (۱)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ حلیم وکریم ہے پاکی ہے اللہ کی جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ سب تعریف اللہ کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ میں تجھ سے وہ اعمال وخصائل مانگتا ہوں جو تیری رحمت کو واجب کرنے والی ہیں اور مغفرت کے یقینی اسباب اور ہر نیکی کی لوٹ اور ہر معصیت سے حفاظت کوئی گناہ نہ چھوڑ جسے تو بخش نہ دے، نہ کوئی تشویش جسے تو دور نہ فرمادے، نہ کوئی ایسی ضرورت جو تیری مرضی کے مطابق ہے جس کو پورا نہ فرمائے، اے ارحم الراحمین۔

ایک دوسری دعا میں فرماتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ" (۲)

اے اللہ میرا دین درست رکھ جو میرے حق میں بچاؤ ہے اور میری

---

(۱) ترمذی وابن ماجہ عن عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ۔ (۲) مسلم عن ابی ہریرہؓ

دنیا درست رکھ جس میں میری معاش ہے اور میری آخرت درست رکھ جہاں مجھے لوٹنا ہے اور زندگی کو میرے حق میں ہر بھلائی میں ترقی اور موت کو میرے حق میں ہر برائی سے امن بنا دے۔

غیر فانی عیش اور غیر مختتم مسرّت

انسان لطف و مسرت کا کتنا حریص ہے، لیکن اس کی نگاہ محدود اور کوتاہ، وہ فانی لذت کا جویا اور ختم ہو جانے والی مسرّت کا طالب ہے آپ دعا فرماتے ہیں۔ اور دعاء ہی دعا میں اس نکتہ کی تعلیم دے جاتے ہیں کہ اصل مانگنے کی چیز غیر فانی عیش اور غیر مختتم مسرّت ہے اور اصلِ مطلوب شے دوسری زندگی کی راحت اور دیدارِ الٰہی کی لذت ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَعِيْماً لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَاَسْئَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ"(۱)

اے اللہ میں تجھ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک جو جاتی نہ رہے اور میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے حکم (تکوینی) پر رضا مند رہنا اور موت کے بعد خوش عیشی اور تیرے دیدار کی لذت اور تیری دید کا شوق۔

---

(۱) مستدرک عن عمار بن یاسرؓ

دعاؤں میں اخلاقی حقیقتیں اور نفسیاتی نکتے

ایمان کی دولت کے بعد اخلاق حسنہ بڑی نعمت ہیں، جس نے اپنے متعلق خبر دی ہے کہ: "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ" میری بعثت کی ایک اہم غرض مکارم اخلاق کی تکمیل ہے۔ وہ مکارمِ اخلاق کی اہمیت کیسے محسوس نہ کرے گا اور اس کی باریکیوں اور نزاکتوں پر اس کی نظر کیسے نہ ہوگی؟ ماثورہ دعاؤں کا ایک بڑا حصہ اخلاق وصفات حسنہ سے متعلق ہے۔ اور ان دعاؤں میں ایسی اخلاقی حقیقتیں اور ایسے نفسیاتی نکتے بیان کیے گئے ہیں جو علماء اخلاق وعلم النفس کے لیے مستقل موضوع مطالعہ ہیں۔

پہلے تو آپ کی ایک جامع دعا پڑھیے، پھر مختلف اخلاق انسانی پر ادعیۂ ماثورہ کا مطالعہ کیجئے تہجد کی ایک دعا میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِيْ سَيِّئَ الْاَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْاَخْلَاقِ لَايَقِيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ"(١)

اے اللہ مجھے بہترین اعمال اور بہترین اخلاق کی توفیق و رہنمائی فرما بہترین اعمال واخلاق کی تو ہی رہنمائی فرما سکتا ہے اور مجھے بُرے اعمال واخلاق سے تو ہی بچا سکتا ہے۔

---

(۱) النسائی عن جابرؓ

آئینہ دیکھ کر انسان کو اپنے اعضاء کے تناسب اور "احسن تقویم" کی صداقت کا احساس ہوتا ہے۔اس موقع پر بھی اخلاق کی اہمیت کا احساس دلایا گیا ہے اور حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت کی دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ ان دونوں کی جامعیت کے ساتھ انسان خلیفۃ اللہ ہے۔آئینہ دیکھ کر ارشاد ہوتا ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ"(۱)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور تعریف ہے، اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی تو میری سیرت بھی اچھی کر دے۔

کامل زندگی اور "حیات طیبہ" کی تکمیل ایمان، صحت اور حسنِ اخلاق کے مجموعہ سے ہوتی ہے۔ایک دعا میں ارشاد ہوتا ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ وَاِیْمَاناً فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ"(۲)

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تندرستی ایمان کے ساتھ اور ایمان حسن اخلاق کے ساتھ۔

ایک دوسری دعا میں ہے:

"وَاَسْئَلُکَ لِسَاناً صَادِقاً وَقَلْباً سَلِیْماً وَخُلُقاً مُسْتَقِیْماً"(۳)

تجھ سے مانگتا ہوں سچی زبان اور قلب سلیم اور اخلاق صحیح۔

---

(۱) مسند احمد عن ام سلمہؓ

(۲) مستدرک حاکم عن ابی ہریرہؓ

(۳) ترمذی عن شداد بن اوسؓ

چند اخلاقی باریکیاں

اخلاق کی ان عمومی اور اجمالی دعاؤں کے ساتھ بعض ایسے محاسنِ اخلاق کی دعا کی گئی ہے (اور اس کے ذریعہ اُمت کو ان کی اہمیت واہتمام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے) جو بڑے لطیف اور باریک ہیں اور کمال اخلاق کے لیے معیار کا درجہ رکھتے ہیں تکمیل اخلاق اور کمال انسانیت وشرافت وتقویٰ کی ایک علامت یہ ہے کہ خدا کے عاجز ومسکین بندوں سے محبت ہو۔ اہل دولت وقوت کی توقیر اور ان سے محبت کرنے والے تو عام ہیں مگر فقراء ومساکین سے محبت کرنے والے بہت کمیاب ہیں۔ یہ اخلاق کا اعلیٰ درجہ ہے اور محض توفیقِ الٰہی پر منحصر ہے ایک دعا میں ارشاد ہوتا ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ" (۱)

اے اللہ میں تجھ سے توفیق چاہتا ہوں، نیکیوں کے کرنے کی اور برائیوں کے چھوڑنے کی اور غریبوں کے ساتھ محبت کی۔

دنیا میں رواج دوسروں کو چھوٹا اور اپنے کو بڑا سمجھنے کا ہے اس مرض سے صرف وہی برگزیدہ نفوس بچ سکتے ہیں جن کا تزکیہ ہو چکا ہو اور ان پر فضل الٰہی ہو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو بہت کم نفوس اس خود پرستی وخود بینی سے بچتے ہیں ع

---

(۱) مستدرک حاکم عن ثوبانؓ

الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَمِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَمِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ، وَأَنْ نَرْجِعَ عَلىٰ أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا، وَمِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَمِنْ يَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ"(۱)

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال اور نفسیاتی خواہشوں اور بیماریوں سے اور ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ہر اس چیز سے جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور مستقل قیام گاہ میں بُرے پڑوسی سے (اس لیے کہ سفر کا ساتھی تو چل ہی دیتا ہے) اور دشمن کے غلبہ سے اور دشمنوں کے طعنہ سے اور بھوک سے کہ وہ بُری ہمخواب ہے اور خیانت سے کہ وہ بُری ہمراز ہے اور اس سے کہ ہم پچھلے پیروں پر لوٹ جائیں یا فتنہ میں پڑ کر دین سے الگ ہوجائیں اور سارے فتنوں سے جو ظاہری ہوں یا باطنی اور بُرے دن سے اور بُری رات سے اور بُری گھڑی سے اور بُرے ساتھی سے۔

کبرِ سنی میں فراخ روزی

رزق کس کو مطلوب نہیں مگر کتنے آدمیوں کی اس حقیقت پر نظر ہے کہ

---

(۱) ترمذی عن ابی امامۃؓ وغیرہ۔

فراخ روزی کی سب سے زیادہ ضرورت عمر کے اس مرحلے میں ہے جب مشکلات وتنگی کا تحمل کم، محنت اور کسبِ معاش کی قوت مفقود اور قویٰ مضمحل ہوجاتے ہیں اور قدرتی طور پر راحت وفراخ دستی کی طلب زیادہ ہوتی ہے، معلّم حکمت نے کیا حکمت کی بات فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِیْ"(۱)

اے اللہ میری سب سے زیادہ کشادہ روزی میرے بڑھاپے اور میرے خاتمہ کے وقت کر۔

عمر کے آخری حصہ کی بہتری وکامیابی

صرف رزق ہی پر اکتفا نہیں، عمر کا یہ آخری حصہ ہر اعتبار سے بہتر اور کامیاب تر ہونا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"وَاجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِیْ آخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِيْمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِیْ يَوْمَ اَلْقَاكَ فِيْهِ"(۲)

میری عمر کا بہترین اس کا آخری حصہ کرنا اور میرا بہترین عمل میرا آخر ترین عمل کرنا اور میرا بہترین دن وہ کرنا جس میں تجھ سے ملوں۔

---

(۱) مستدرک عن عائشہؓ
(۲) طبرانی عن انسؓ

غیر متوقع نعمت کی دعا اور ناگہاں مصیبت سے پناہ

نعمت ومسرت بڑی مسرّت کی چیز ہے لیکن جو نعمت ومسرّت بے سان وگمان اور اچانک ملے اس کی مسرّت ہی کچھ اور ہے، اسی طرح مصیبت اگر ایک بار پناہ مانگنے کی چیز ہے تو جو مصیبت اچانک اور ناگہاں پیش آئے وہ سو بار پناہ مانگنے کی چیز ہے جن لوگوں کو کبھی اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اس کی چوٹ کو جانتے ہیں لیکن کتنے آدمیوں کو اس سے پناہ مانگنے کا خیال اور توفیق ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو بھی اپنی جامع ومانع دعاؤں میں فراموش نہیں فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فُجَأَۃِ الْخَیْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فُجَأَۃِ الشَّرِّ"(۲)

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بھلائی غیر متوقع اور ناگہاں برائی سے تیری پناہ۔

راحت کے بعد کلفت سے پناہ

اسی طرح عیش وفراخی اور خوش وخرمی کے بعد فقر وفاقہ اور تنگ دستی وپریشان حالی پناہ مانگنے کی چیز اور ایک بڑا ابتلاء ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کے ساتھ اس سے پناہ مانگی۔

---

(۲) کتاب الاذکار للنووی عن انسؓ

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَاۗءَةِ نِقْمَتِكَ"(۱)

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے چھٹ جانے سے اور تیری سلامتی کے ہٹ جانے سے اور تیرے انتقام کی ناگہانی سے۔

ناکارہ عمر سے پناہ

درازی عمر ہمیشہ سے انسانوں کی خواہش رہی ہے اور لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے اس کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایسی عمر کہ قویٰ جواب دے جائیں اور انسان مفلوج و معذور اور دوسروں کا دست نگر ہو کر رہ جائے۔ اللہ سے پناہ مانگنے کی چیز ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَمِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ"(۲)

اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں کم ہمتی سے سستی سے اور بزدلی سے اور انتہائی کبرسنی سے اور اس سے کہ ناکارہ عمر تک پہنچوں۔

نفس حریص اور علم غیر نافع سے پناہ

لوگ دولت و رزق کو منتہیٰ سمجھتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ نفس حریص کے ساتھ دولت و رزق کی بڑی سے بڑی مقدار ناکافی ہے، وہ نفس جو کبھی قانع و آسودہ

---

(۱) مسلم ابوداؤد عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ۔ (۲) بخاری و مسلم

نہ ہو۔ انسان اور تمام دنیا کے لیے ایک بلا ہے۔ حکیم ربانی نے اس سے پناہ مانگی ہے اور ہمیں اس سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے۔ اسی طرح علم جو انسان میں خشیت وتقویٰ نہ پیدا کرے اور لوگ اس سے کچھ فیض نہ پائیں، نیز وہ دل بیباک بھی جو خدا کے خوف سے خالی ہو پناہ مانگنے کی چیزیں ہیں کہ انہوں نے انسان کے ساتھ وہ کیا جو دشمن بھی نہیں کرتا، ایک ہی دعا میں ان کو جمع فرمایا جاتا ہے:۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّایَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّاتَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعْ"(۱)

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جو ڈرنا نہ جانے، اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے اور ایسے نفس سے جو آسودہ ہونا نہ جانے، اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے میں تجھ سے ان چاروں (بلاؤں) سے پناہ چاہتا ہوں۔

زندگی کی بنیادی ضرورتیں

انسان کی بنیادی اور واقعی ضرورتوں میں سے جیسے فراخ روزی ہے ویسے ہی وسیع گھر ہے۔ کسی زمانہ میں بھی اس کی اہمیت کم نہ ہوئی۔ اور اس زمانہ میں تو اس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے اور وہ زندگی کا ایک اہم مسئلہ بن گیا ہے۔

---

(۱) ترمذی ونسائی، عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

لیکن اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی نظر کے سامنے ہے کہ اصل مسئلہ گھر کا وسیع ہونا
نہیں ہے۔ اصل مسئلہ گھر کا کافی ہونا اور اس میں وسعت محسوس کرنا ہے
اور اگر وسعت کا احساس نہیں ہے تو وہ وسیع سے وسیع گھر طبع حوصلہ مند کے لیے
تنگ اور ناکافی معلوم ہوگا اور یہی احساس حقارت وعدم کفایت اس زمانہ میں
تمدن اور اقتصادی نظام کے لیے ایک لاینحل مسئلہ بن گیا ہے۔ پیغمبر حکیمؐ فراخ
روزی اور وسیع گھر کے بجائے اس کی دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق میں فراخی
اور گھر میں وسعت عطا فرمائے۔ دونوں میں جو فرق ہے وہ نگاہِ نکتہ شناس سے مخفی
نہ ہوگا۔ ارشاد ہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ
رِزْقِیْ"(۱)
اے اللہ مجھے میرے گناہ بخش دے اور مجھے میرے گھر میں وسعت
دے اور مجھے میرے رزق میں برکت دے۔

مسافر کی ضروریات اور احساسات کی ترجمانی

سفر زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ مسلمان کا کوئی اہم قدم
اور اہم حرکت بھی دعا اور خیر طلبی سے خالی نہیں ہونی چاہیے، سفر تو ایسا اقدام ہے
جس کے لیے بہت زیادہ خیر طلبی اور دعا کی ضرورت ہے۔ مسافر گھر

(۱) نسائی عن ابی موسیٰ الاشعری

اورگھر والوں کو چھوڑتا ہے،طویل سفر، نئے مقامات اور نئے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ایک مدت تک اپنے گھر اور گھر والوں سے جدا رہتا ہے۔اس کا دل فکروں اور تمناؤں سے معمور ہوتا ہے پیچھے کی فکر آگے کی تمنا،سفر کا اہتمام،راستہ کا تکان، منزل کی دوری، مقاصد کی فکر اس کے دل ودماغ کو مشغول رکھتی ہے۔ان میں سے ہر ہر مرحلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی اعانت اور حفاظت کی ضرورت ہے۔دیکھئے اس مختصر سی دعا میں کس طرح ان سب ضروریات واحساسات کی نمائندگی کی گئی ہے، بڑے غور وفکر اور اعلیٰ ذہانت سے بھی اس سے زیادہ جامع دعا ترتیب دینی مشکل ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاَطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وِعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ"(۱)

اے اللہ ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی اور تقویٰ اور تیری خوشنودی کے کام چاہتے ہیں۔اے اللہ! ہم پر یہ سفر آسان کردے اور زمین کا فاصلہ طے کردے۔اے اللہ تو سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے۔اے اللہ! میں سفر کی مشقت، ناگوار منظر اور مال واہل

(۱) مسلم، ترمذی، ابوداؤد عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

میں بری واپسی سے پناہ چاہتا ہوں۔

لیکن صرف سفر ہی اہتمام اور دعا کا مستحق نہیں، جس نئی بستی میں انسان داخل ہو وہاں کی خیر طلب کرنے کی ضرورت ہے حدیث میں آتا ہے کہ آپ جب کبھی کسی نئی بستی میں داخل ہوتے تھے تو تین مرتبہ فرماتے تھے: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا" پھر فرماتے "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا" (اے اللہ ہمیں اس کا رزق عطا فرما) مسافر کو۔ (اور جب مسافر داعی اور صاحب پیغام بھی ہو) خاص طور پر اس کی ضرورت ہے کہ اس کو بستی کے سب رہنے والوں کی محبت حاصل ہوتا کہ وہ پوری راحت پائے اور اس کا پیغام سب کے دل میں گھر کرلے۔ لیکن صاحب عقیدہ اور دیندار مسلمان کو اپنے دین و اعتقاد کی رو سے انہی کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دینی چاہیے جو اہل صلاح اور اہل دین ہوں۔ اسی لیے اسی دعا میں فرمایا گیا:

> "وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا" (۱)
>
> اے اللہ ہمیں اس کے رہنے والوں کی نگاہ میں محبوب کردے اور اس کے باشندوں میں سے جو نیک لوگ ہوں ان کو ہماری نگاہ میں محبوب بنادے۔

نئے دن اور نئی رات کی دعا

صرف سفر یا کوئی اہم منزل ہی اس کی مستحق نہیں کہ مومن اس کے لیے

---

(۱) طبرانی فی الاوساط عن ابن عمرؓ

دعا کرے اور اپنے مالک سے خیر طلب کرے زندگی کا ہر نیا دن اور ہر نئی رات اس کی مستحق ہے کہ بندہ اس دن کی خیر طلب کرے اور اس دن یا رات کے شر سے پناہ مانگے اور اس کی دعا کرے کہ اس دن یا رات کی برکتوں اور نورانیتوں اور کامیابیوں سے اس کو وافر حصہ ملے اور اس کی شہادت دے کہ ملک اللہ کا ہے۔ ہر تغیّر اور ہر تجدّد کے موقع پر اس حقیقت کا استحضار کرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ شام کو یہ دعا فرماتے تھے:

"اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَیْرَمَافِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرَمَابَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَشَرِّمَا بَعْدَهَا، رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبُرِ، رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ"۔(۱)

یہ شام اس حالت میں ہو رہی ہے کہ ہم اور یہ ساری کائنات اللہ کی سلطنت ہے۔ سب تعریف اسی کی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی سلطنت ہے اسی کی تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے میرے پروردگار میں تجھ سے اس رات اور اس کے بعد کی رات کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس رات اور اس کے بعد کی رات کی شر سے

(۱) جمع الفوائد عن ابی مالکؓ

پناہ مانگتا ہوں پروردگار تیری پناہ سستی سے اور کبرسنی کی برائی سے تیری پناہ جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔

اسی طرح صبح کو الفاظ کے تغیر کے ساتھ فرماتے: اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ... الخ

ایک دوسری حدیث میں صبح کے وقت ان الفاظ کی تعلیم دی گئی ہے:۔

"اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَمِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ"(۱)

صبح اس حالت میں ہوئی کہ ہم اور سارا عالم اللہ کی سلطنت ہے اے اللہ میں تجھ سے اس دن کی خیر و فتح و نصرت، نور و برکت و ہدایت مانگتا ہوں اور اس دن کے شر اور اس کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

شرِ نفس سے پناہ

لیکن سب سے زیادہ ڈرنے اور پناہ مانگنے کی چیز اپنے نفس کا شر ہے دنیا میں بڑی بڑی تباہیاں انسان ہی کے شر سے آتی ہیں اور دین و دنیا کا نقصان اسی "شرِ نفس" کا نتیجہ ہے آپؐ نے بارہا اس سے پناہ مانگی ہے، صبح کی دعاؤں میں ہے:

---

(۱) مسلم، ترمذی، ابوداؤد عن ابن مسعودؓ

ومذاق نبوی یہ ہے کہ "اَللّٰھُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الآخِرَۃِ" (اے اللہ زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے) "وَاِنَّ الدَّارَالاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ" اسی دعا کے آخر میں فرمایا گیا ہے:

"وَلَاتَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَھَمِّنَا وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَاغَایَۃَ رَغْبَتِنَا وَلَاتُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّایَرْحَمُنَا" (۱)

اور دنیا کو نہ ہمارا مقصود اعظم بنا، اور نہ ہمارے معلومات کی انتہا اور نہ ہماری رغبت کی منزل مقصود اور ہم پر اس کو حاکم نہ کر جو ہم پر نامہربان ہو۔

محبت الٰہی اصل علاج ہے

دین کو جو چیز آسان، مرغوب ومحبوب بناتی ہے، معصیتوں سے طبعی نفرت پیدا کرتی ہے، دنیا کی محبت کو ریشہ ریشہ سے نکالتی اور اس کی بڑی سے بڑی عظمت کو دل ونگاہ سے گراتی۔ بڑے بڑے امتحانوں میں قدم کو جماتی اور دل کو تھامتی ہے۔ وہ حقیقی محبت الٰہی ہے جس کا دل اس محبت کا آشنا ہو گیا۔ اس کے دل کو نہ کوئی جلال مرعوب کر سکا، نہ کوئی جمال مسحور کر سکا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّت آشنائی

---

(۱) ترمذی نسائی عن ابن عمرؓ

ضابطہ کا تعلق یا قانونی اطاعت اس محبت کا قائم مقام نہیں ہو سکتا کہ ضابطہ چور دروازے بھی پیدا کر لیتا ہے تاویلیں اور قانونی موشگافیاں بھی جانتا ہے۔ اکتاتا بھی ہے تھک بھی جاتا ہے۔ لیکن محبت تاویل سے ناآشنا اور تکان اور اکتاہٹ سے بیگانہ ہے کہ وہ زخم بھی ہے اور مرہم بھی۔ راہ بھی ہے اور منزل بھی۔

عاشقاں را خستگی راہ نیست!
عشق خود رہ است وہم خود منزل است

محبت الٰہی کی دعائیں

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے اس محبت الٰہی کی دعا فرمائی ہے۔

ایک دعا کے الفاظ ہیں:۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ" (۱)

اے اللہ اپنی محبت مجھے پیاری کر دے میری جان سے اور میرے گھر والوں سے اور سرد پانی سے بڑھ کر۔

ایک دوسری دعا کے الفاظ ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ وَاجْعَلْ خَشْیَتَكَ

---

(۱) ترمذی عن ابی الدرداءؓ و عن معاذؓ

أَخْوَفَ الْأَشْيَاءِ عِنْدِيْ وَاقْطَعْ عَنِّيْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ إِلَى لِقَاءِكَ وَإِذَا أَقْرَرْتَ عَيْنَ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاقْرِرْ عَيْنِيْ مِنْ عِبَادَتِكَ"(۱)

اے اللہ اپنی محبت کو میرے لیے تمام چیزوں سے محبوب تر اور اپنے ڈر کو میرے لیے تمام چیزوں سے خوفناک تر بنا دے اور مجھے اپنی ملاقات کا شوق دے کر دنیا کا حاجتیں مجھ سے قطع کر دے اور جہاں تو نے دنیا والوں کی آنکھیں ان کی دنیا سے ٹھنڈی کر رکھی ہیں، میری آنکھ اپنی عبادت سے ٹھنڈی رکھ۔

ایک اور دعا کے الفاظ ہیں:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِيْ حُبُّهُ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ، اَللّٰهُمَّ وَمَازَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغاً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ"(۲)

اے اللہ مجھے اپنی محبت نصیب کر اور اس شخص کی بھی محبت جس کی محبت تیرے نزدیک میرے حق میں نافع ہو۔ یا اللہ جس طرح تو نے مجھے وہ دیا جو مجھے پسند ہے اسے میرا معین بھی اس کام میں بنا دے جو تجھے پسند ہے۔ اے اللہ تو نے جو دور رکھا ہے مجھ سے ان چیزوں میں سے جو مجھ کو پسند ہیں تو اسے میرے حق میں ان چیزوں

(۱) کنز العمال عن ابی مالکؓ۔ (۲) ترمذی عن عبداللہ بن یزید الانصاریؓ

کے لیے موجب فراغ بنادے جو تجھے پسند ہیں۔

اعانت وعنایت الٰہی کی دعا

لیکن یہ محبت، یہ اطاعت، یہ توفیق عبادت، یہ ذکر وشکر کی دولت سب اس کی عنایت واعانت پر منحصر ہے۔اس لیے محبوبؐ خدا نے اپنے ایک محبوب صحابی کو پُر محبت الفاظ میں تاکید فرمائی:

يَا مَعَاذُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ أُوصِيكَ يَا مَعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ أَنْ تَقُولَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"(۱)

اے معاذ! واللہ مجھے تم سے محبت ہے۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ یہ دعا کسی نماز میں ترک نہ ہو کہ اے اللہ میری اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر مدد فرما۔

قلب سلیم کی شہادت

یہ ہیں حدیث کی وہ دعائیں، جن میں نبوت کا نور ویقین، انبیاء کا علم وحکمت اور اس معرفت ومحبت کی پوری تجلیاں ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت اور سیدالانبیاء علیہ السلام کا امتیاز خاص ہے۔ جس طرح چہرۂ نبوی پر نظر پڑتے ہی عبداللہ بن سلام کی طبع سلیم نے شہادت دی تھی "وَاللّٰهِ هٰذَا لَيْسَ

(۱) ابوداؤد ونسائی عن معاذ بن جبلؓ

بِوَجْهِ کَذَّابٍ" (بخدا یہ کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں ہوسکتا) اسی طرح ان دعاؤں کو پڑھ کر قلب سلیم شہادت دیتا ہے کہ یہ نبی معصوم کے سوا کسی کا کلام نہیں ہوسکتا۔

عارف رومیؒ نے دونوں کے متعلق شہادت دی ہے۔

دردِ دل ہر کس کہ دانش راہ مزہ است

رُو وآوازِ پیمبر معجزہ است

کمال نبوت اور علوم نبوت کی معرفت وشناخت کے لیے جس طرح سیرت کے ابواب اور اعمال واخلاق وعبادات ہیں، اسی طرح ایک دلیل نبوت اور معجزۂ نبوی یہ ادعیہ ماثورہ ہیں۔

کتنی خوش قسمت ہے وہ امت جس کو نبوت کی وراثت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں دین، دنیا کا خزانہ اور غیب کی نعمتوں اور دولتوں کی یہ کنجیاں ملیں۔ اور کتنی بدقسمتی اور پست ہمتی ہے اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔(۱)

تمت بالخیر والسعادۃ

---

(۱) یہاں یہ بات بے تکلف زبانِ قلم پر آتی ہے کہ منکرین حدیث کی بہت سی محرومیوں میں سے ایک محرومی یہ بھی ہے کہ وہ ان مسنون دعاؤں اور الفاظ نبویؐ سے محروم ہیں، جو حدیث میں وارد ہوئے ہیں، حدیث کی صحت وثبوت میں ان کو جو شبہات ہیں وہ قدرتی طور پر اس بیش بہا ذخیرہ سے فائدہ اٹھانے اور اس کو دعا واظہار مدعا کا ذریعہ بنانے سے مانع ہیں۔ وکفیٰ بہ عقاباً۔